

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	ماہ رمضان اور اس کی برکات	جناب مولانا محمد عبدالحمید صاحب	۳۳
۲	فتاویٰ	جناب مولانا عبداللہ صاحب رحمانی شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ	۱۸

مقاصد و ضوابط

- (۱) کتاب و سنت کی اشاعت
 (۲) مسلمانوں کی ذہنی اخلاقی اصلاح
 (۳) دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے کوائف کی ترجمانی
- (۱) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے
 (۲) سالانہ چندہ ایک پیسہ بذریعہ منی آرڈر وصول ہونے پر رسالہ سال بھر کے لیے جاری کر دیا جائیگا کسی کے نام پر رسالہ دی پی نہیں بھیجا جائیگا
- (۳) اس رسالہ میں دینی، علمی، اصلاحی، اخلاقی، تاریخی، تمدنی مضامین بشرط پسند شائع ہوں گے
 (۴) ناپسندیدہ مضامین محصور لٹاک آنے پر واپس کیے جائیں گے اور شائع شدہ مضامین واپس نہیں لیں گے
 (۵) جوابی امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنے ضروری ہیں۔
 (۶) فتویٰ پوچھنے والے سوال کے ساتھ جواب کے لیے ٹکٹ ضرور بھیجیں۔

جمعیتہ الخطابیہ کا سالانہ اجلاس

دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں طلبہ میں تقریری ماہہ پیدا کرنے کے لیے ہر جمعرات کو نماز ظہر کے بعد اسباق کے بجائے اسی کی مشق کرائی جاتی ہے اور اچھی تقریریں کرنے والوں کو مدرسہ کی طرف سے... انعام بھی دیا جاتا ہے۔ پھر آخر سال میں اس کا ایک خصوصی اجلاس ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سال بھی یہ خاص اجلاس مورخہ ۲۲ جمادی الاخریٰ مطابق ۱۵ مئی کو منعقد ہوا۔ جس میں عربی اور اردو میں لڑکوں نے تقریریں کیں اور ان کو ہتھ متاکی طرف سے نقد انعامات بھی دیئے گئے۔ اسی دن بخاری شریف کے ختم کی خوشی میں ہتھ متاکی طرف سے مدرسہ میں تیسری بھی تقسیم کی گئی۔ (ناظم جمعیتہ الخطابیہ)

دارالحدیث دارالعلوم
 دارالافتاء دارالترغیب دارالتعمیر
 دارالکتاب دارالمنار دارالرحمہ دارالکرم

مدیر
 تذیر احمد الملوئی رحمانی

جلد ۲ | بابت ماہ شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۲

ماہ رمضان اور اسکی برکات

(۱)

تقریباً دو ہفتہ کے بعد ماہ رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو رہا ہے جس کے لیے ایک متوسط مضمون رفیق محترم مولانا محمد عبدہ صاحب فیروز پوری مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی نے عنایت فرمایا ہے، جو اس عنوان کے مختلف علمی گوشوں پر مشتمل تھا "محدث" میں گنجائش نہونے کے باعث ہم نے مجبوراً اس کے بیشتر حصے حذف کر دیئے جس کا ہمیں خود بھی افسوس ہے۔ تاہم ہم نے کوشش کی ہے کہ بقدر ضرورت اس کے ضروری حصے شائع ہو جائیں۔ امیدکہ ناظرین اس سے مستفید ہونگے اور اس با عظمت مہینے میں اللہ تعالیٰ کی بیش از بیش رحمتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ حذف و اختصار کے باوجود بھی علم غیب "مسلسل مضمون کیلئے گنجائش نہ نکل سکی، انشاء اللہ آئندہ نمبر سے اس کا سلسلہ پھر شروع ہوگا۔ (مدیر)

افراد کی صلاحیت کے بغیر صالح اصلاح اجتماعی نظام کا نفع و مصداق و بجز روح اور قلب ہیں تو حیات انسانی میں (انفراداً و اجتماعاً) صلاحیت استقامت پیدا کرنے کے لئے سب سے مقدم قلب کی اصلاح اور روح کی

طہارت ہے۔ ورنہ انسان کا اصول زندگی میں افراط و تفریط سے ٹوٹ ہونا ناگزیر ہے بقول سے

ششت اول چون نهد معمار کج تاثر یا مسیہ ود دہار کج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک ارشاد میں اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ (ترجمہ) یاد رکھو کہ جسم میں ایک ایسا ٹکڑا (لو ٹھہرا) ہے اگر وہ درست ہو جائے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔

عبادت الہی کا مقصد قرآن حکیم نے بھی عبادت الہی پر اسی لیے زور دیا ہے اور ذکر الہی

جا بجا تلقین کی ہے کہ اس سے انسان کے دل کی اصلاح اور روح کی طہارت حاصل ہوتی ہے

جس سے انسان کے نظام زندگی میں پوری پوری استقامت پیدا ہوتی ہے فرمایا۔ یا ایہا الناس

اعبدوا ربکم الذی خلقکم و الذین من قبکم لعلکم تتقون کہ لوگو! اپنے پروردگار

کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے جنے لوگ گزر چکے ہیں پیدا کیا تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ

اصلاح و تربیت کا گویا قرآن نے انسان کی اصلاح و تربیت کا فطرتی اور سہل طریقہ یہ بتایا۔

فطرتی طریقہ ہے کہ عبادت الہی میں مشغول رہے۔ اگر اس سے اعراض کرے گا تو انسان کی

اصلاح و تربیت مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اور اس کا زندگی کی بے اعتدالیوں میں گرفتار ہو جانا

لازمی ہے جیسے کہ فرمایا:۔

وَمَنْ يَعْتَصِمْ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

تَقْبِضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ

قَرِيْنٌ۔

جو شخص ذکرِ رحمن سے جی چراتا ہے

ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پھر

وہی شیطان اس کا ہم نشین اور شہیر ہوتا ہے۔

اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں تشبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ هٰذَا

صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا

کہ یہ میرا (بتلایا ہوا) سیدھا راستہ ہے (جو زندگی کا

صحیح نصب العین اور دستور العمل ہے) سپر چکر انسان کا سیابی

فَاتَّبِعُوا وَلَا تَتَّبِعُوا
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ
بِكُمْ عَنِ سَبِيلِهِ

کے ساتھ مقصود تک پہنچ سکتا ہے) تو اسی پر چلو اور دوسرے
راستوں پر (جو تمہارے خود ساختہ ہیں) مت چلو ورنہ سیدھی
گھاٹ سے بھٹک کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

اگرچہ قرآن یہ واضح کرتا ہے کہ عبادتِ الہی کے علاوہ اصلاح و تربیت کے جتنے بھی خود ساختہ

نظام ہیں وہ صحیح الحوصل ہونے کے ساتھ انسان کی گمراہی کا سبب بھی بنتے ہیں

قَوْلِ لِلْقَائِمِيَّةِ قُلُوبِهِمْ
ذَكَرَ اللَّهُ أَوْلَئِكَ فِي صَلَاتِهِ
مُضِيِّنًا

پس صد افسوس اور حسرت ان دلوں پر جو ذکر
الہی کی طرف سے بالکل سخت ہو گئے ہیں اور یہی
لوگ ہیں جو کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہیں۔

چونکہ عبادت سے مقصود انسان کی اصلاح و تربیت ہے اس لیے شریعتِ حق نے اس

کی حدود مقرر کر کے توسط و اعتدال کا حکم دیا اور اس میں اس درجہ تو غل اور افراط سے بھی شدت
کے ساتھ منع فرمایا جو انسان کو ادا نیکی، حقوق یا معاشرتی زندگی میں محض ایک عضو معطل بنا چھوڑے
اور اس درجہ تقریب پر بھی ملامت کی جس سے عبادت کا مقصود ہی فوت ہو جائے بلکہ اس پر سخت
دعید فرمائی۔

اسلام اور دیگر مذاہب کے
نظر یہ عبادت میں تفاوت

قبل از ظہور اسلام بت پرستوں سے لیکر اہل کتاب تک لوگوں
کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہو چکا تھا کہ تکلیف و تعذیب جسم بھی

ایک قسم کی عبادت ہے اور اس سے ذاتِ الہی کا تقرب اور رضا حاصل ہوتی ہے اس تخیل کا
یہ اثر ہے کہ ہندو جو گیوں نے ریاضات شاقہ اور عجیب و غریب ورزش جسمانی کی بنیاد ڈالی
جس میں سالہا سال تک کھڑے رہنا، شدید دھوپ میں قیام کرنا گرمی کے دنوں میں آگ کے
شعلوں کے دائرہ میں بیٹھنا، سالہا سال تک ایک نشست میں قائم رہنا، ایک ایک چلہ
تک ترک اکل و شرب کرنا وغیرہ تقرب الی اللہ کے حقیقی راستے سمجھے گئے۔ آج کل جین اور
بدھ مت اسی تخیل کی یادگار ہیں۔ جو ناک، کان، منہ کو بند رکھتے ہیں کہ کسی کیرے کو اذیت نہ ہو اور
جس کے بھکشو جگھوں اور پہاڑوں میں رہتے اور گھاس، درختوں کے پتوں اور بھیک کے ٹکڑوں پر گزار کرتے
تھے۔ ایسے ہی نصرانی راہبوں نے یہی انیت کی بنیاد ڈالی جس کے رو سے تجرد کی زندگی اور سائنس و لٹریچر
جسمانی کا ترک کرنا ان کی مرغوب عبادت تھی خاص خاص قسم کی تکلیف دہ ریاضتوں میں مشغول رہنا
کئی کئی روز تک خورد و نوش ترک کرنا ان کا انتہائی زہد و تقویٰ تھا۔ اور اس سے پہلے یہودی بھی مختلف

ریاضات شاقہ میں صحرا نوردی کر چکے تھے۔ قرآن مجید نے اپنے ظہور کے ساتھ مقصود عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان سب خود ساختہ طریقوں کی تردید کی اور فرمایا کہ عبادت سے مقصود انسان کی اصلاح و تربیت ہے تاکہ تعذیبِ م اور دینِ الہی کی بنائیس پر ہے تاکہ عسیر پر
 مَرِيدُ اللّٰهِ يَكْتُمُ الْكَيْدَ وَ
 كَايِدٌ مَّا يَكْتُمُ الْكَيْدَ
 اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تم کو سختی میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

نیز فرمایا کہ ان بتدع طرق عبادت کا فطرت سے دور کا بھی لگاؤ نہیں
 وَرَهْبَانِيَّةٌ ابْتَدَعُوْهَا
 مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ
 یہ رہبانیت جس کو انھوں نے اختراع کیا ہے ہم نے اس کے متعلق انھیں کوئی حکم نہیں دیا تھا۔
 بلکہ بعثت پیغمبر کا منشا یہی بتلایا کہ دین میں ہر قسم کی سختیوں کو جن کا انھوں نے التزام کر رکھا تھا یکسٹم منسوخ کر دے۔ فرمایا۔

يَا مَرْهَبًا بِالْمَعْرُوفِ وَ
 يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
 يَجْعَلُ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ
 يَنْهَاهُمْ عَنِ الْخَبَائِثِ وَ
 يَنْهَاهُمْ عَنِ الْاِصْحَامِ وَ
 الْاِخْلَافِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
 وہ (پیغمبر) یہود و نصاریٰ کو نیکیوں کا حکم کرتا اور برائیوں سے روکتا ہے طیبات (پسندیدہ چیزیں) ان کے لئے حلال کرتا ہے اور اشیاءِ خبیثہ کو حرام ٹھہراتا ہے اور انکی گردن سے (شدید احکام کی) طوق ڈنچیر کو جو ان کے گلے میں پٹری ہوئی تھی علیحدہ کرتا ہے اور ان پھندوں سے کالتا ہے جن میں وہ (صدیوں سے) گرفتار تھے۔

الغرض اسلام کا مقصد انسان کو مذہبی اعمال کا مکلف بنانے سے دیگر مذاہب کی طرح تکلیف و تعذیب میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ اصلاحِ قلوب و تزکیہٴ نفس ہے جو انسان کی صالح تمدنی و معاشرتی زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔

جیکہ مذہبی عبادت کا منشا یہ ہے تو موجودہ جدید تمدن و نئی تہذیب کے علمبردار مسلمانوں پر بہت افسوس ہے جو اسلامی عبادت کا یہ کہہ کر مضحکہ اڑاتے ہیں کہ یہ فضول حرکتیں اور لالچ حاصل قید و مشقت ہے۔

فتنہ کی انتہا بلکہ بعض نوجوان گریجویٹ تو کھلے الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ روزہ عرب جاہلیت کے فقر وفاقہ کی ایک وحشیانہ یادگار ہے جو یا تو اس لیے قائم کی گئی تھی کہ غذا میسر نہیں آتی تھی یا منجملہ ان غلط فہمیوں کے ایک توہم پرستی تھی جو اہل مذاہب میں ابتداء سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور انھوں نے

ترک لڈا نڈ و تعذیب جسم کو وسیلہ نجات سمجھ لیا ہے اور یہ کہ موجودہ تمدن زندگی نے ان میں پانچ مرتبہ
 اقلہ کھانے کا حکم دیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان ایک مہینہ تک کے لیے بالکل غذا ترک کرے وغیر
 ذک من الحرافات قالہم الشرائع یوکلون۔ خدا انھیں غارت کرے وہ کہاں بھٹکے جا رہے ہیں
 نعوذ باللہ من ہذا الاعتقادات المزنا دقہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے زندیقانہ اعتقادات
 سے محفوظ رکھے۔

دراصل اس قسم کے اعتراضات دشمنان اسلام کی سوچیانہ اقتراء پر دازیاں ہیں جن کو ہمارے
 نوجوانوں نے قبول کر کے اپنی شکست خوردہ ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ اس گمراہی کا سبب فرضیت روزہ کی تاریخ سے عدم
 واقفیت اور اس کے حکم و مصالح سے غفلت کھشی ہے روزہ اس حالت میں فرض ہوا تھا
 جب مسلمانوں کو ہر طرف سے مال غنیمت ہاتھ لگنا شروع ہو گیا تھا اور بہر قسم کے طرب و نشاط
 کے اسباب مہیا تھے پھر اس کو فاقہ کشی کی رسم کی یادگار کہنا تاریخی حقیقت سے آنکھیں بند کر لینا
 باقی رہا متمدن زندگی تو دن بھر میں پانچ مرتبہ چرنے کو تمدن زندگی کہنا برعکس نام نہند
 زندگی کا فور کا مصداق ہے۔ دیکھئے!

بعض انگریز ڈاکٹروں کا مقولہ ہے کہ سال	قال بعض اطباء الافرنک ان
بجز میں ایک ماہ روزہ رکھنا جسم کے سال	صیام شھر واحد فی السنۃ ینہب
بھیرے رذی فضلات کا خاتمہ کر دیتا	با لفضلات المیتۃ فی البدن
ہے۔	مدۃ سنۃ (تفسیر منار)

شارع علیہ السلام نے بھی اسی لئے روزہ کو موجب صحت کہا ہے فرمایا:۔
 اعزوا تعتموا صوموا
 رکھو تو تندرست رہو، سفر کرو تو توڑو لگو
 (رداۃ الطبرانی فی الاوسط) حاصل ہو۔

ایک دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے جو اسی کی تائید ہے فرمایا:۔
 صوموا تصحوا (رداۃ الیوم فی الطیب) روزہ رکھو تو تندرست رہو گے۔
 لہذا معلوم ہوا کہ روزہ نالو و حشیانہ رسم کی یادگار ہی ہے اور نہ ہی تمدن زندگی کے خلاف
 بلکہ اصول صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

الرجوع الی المقصود اسلام میں عبادت کے پانچ اہم شعبے ہیں جن کو شریعتِ حقہ کی اصطلاح میں "ارکانِ خمسہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان ارکانِ خمسہ کے بارعایت شروط ادا کرنے سے اصلاحِ قلب اور تزکیہ نفس ہوتا ہے اور ہر ایک عبادت اغراض و مقاصد پر مشتمل ہے اس مختصر تحریر میں صرف روزہ کے متعلق عرض کرنا ہے کہ ہر مسلمان اسے پورے ضابطہ اور پابندی سے ادا کرے تاکہ اس پر اس کے فوائد مرتب ہوں۔

روزہ ایک ایسی رسم عبادت ہے جو دنیا کے کل مذاہبِ حقہ اور باطلہ میں مردوح ہے۔ قرآن نے بھی روزہ کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ مِمَّا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ

مسلمانو! تم پر روزے اسی طرح فرض
کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں
اور قوموں پر لکھے گئے تھے تاکہ تم میں
تقوی پیدا ہو۔

”علی الذین من قبلکم“ کو قرآن نے مبہم بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریضہ کسی خاص گروہ پر عائد نہیں تھا بلکہ سب امتوں پر تھا۔

روزہ کا فلسفہ قرآن حکیم نے دوسری عبادات کی طرح روزہ کا مقصد بھی ہی بیان فرمایا ہے کہ ”تاکہ تم میں تقوی پیدا ہو“۔ تقوی کی حقیقت قرآن کی اصطلاح میں یہی ہے کہ نفسانی خواہشات اور جسم و روح کی تمام دنیاوی آلائشوں اور انسانی کمزوریوں سے انسان محفوظ رہے روزہ میں تقویٰ غذا کے سبب انسان کی قوت شہویہ اور غضبیہ کمزور ہوتی ہے جو تمام شرور و رذائل کا منبع ہیں جیسا کہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

روزہ بر جوع و عطش شجون زند
خیبر تن پروری را بشکند

نظام معیشت اور روزہ نیز روزہ میں امت کو نظام معیشت کی بھی تعلیم دی ہے کہ مسلمان امیر و غریب ایک ہی وقت میں کھاتے پیتے ہیں

سنہ روزہ کے لغوی معنی مطلق رکے رہنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں وقت مخصوص میں اشیاء مخصوصہ سے رکے رہنے کو روزہ کہا جاتا ہے۔ اس کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے قرآن پاک کی آیت اوپر مذکور ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے آکر رسول کریم سے سوال کیا کہ مجھ پر کتنے روزے فرض ہیں تو آپ نے فرمایا ”ماہ رمضان“ کے اور اس فرضیت پر سب امت کا اجماع ہے۔ ۱۲

روزہ کا مقصد عطائے ہدایت کا شکر یہ اور یاد آوری نزول قرآن ہے۔
 وَلِتَذَكَّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَاَنْتُمْ كٰرِهُونَ
 اور تاکہ تم اس نزولِ خیر و ہدایت پر خدا کا شکر بجالاؤ
 اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن مجید کا نزول ماہِ رمضان میں ہوا ہے جیسا کہ فرمایا:۔
 شَهْرٌ رَمَضَانَ الَّذِي
 یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن کا نزول
 اُنزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ
 (شروع) ہوا وہ انسانوں کیلئے رہنما ہے ہدایت
 هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ
 کی روشنی صد اقیس رکھتا ہے اور حق کو باطل سے
 مِّنَ الْهُدٰى وَالْقُرْآنِ ط
 الگ کر دینے والا ہے۔

اور یہ امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ ان کی رہنمائی کیلئے کتابِ عنایت فرمائی
 تو اس عطائے ہدایت کا شکر یہ بجالانے اور نزول قرآن کی یاد آوری اور تذکیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے
 اس ماہ کا روزہ فرض کر دیا۔

روزہ اسوۂ محمدی | اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے قدوسیوں اور محبوبوں کے کسی فعل کو
 کی یاد ہے۔ ضائع نہیں کرتا اور اسے مثل ایک منظرِ فطرت کے دنیا میں ہمیشہ کے لیے
 محفوظ کر دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی دیوار میں جنیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے
 اس قربانگاہ کا طواف کیا۔ خدا تعالیٰ کو اپنے دوستوں کی یہ ادائیں کچھ ایسی بھاگئیں کہ اس موقع کی ہر
 حرکت کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھنے کے لیے پیروانِ دینِ حنیفی پر اس یادگار کا منانا فرض کر دیا حج کا موسم
 آتا ہے تو لاکھوں انسانوں کے اندر اسوۂ خلیلؑ جلوہ نما ہوتا ہے ان میں سے ہر آدمی وہ سب کچھ
 کرتا ہے جو اب سے کسی ہزار قبل خدا کے دوستوں نے کیا تھا۔ ہی معنی ہیں اس آیہ قرآنیہ کے
 وَهَبْنَا لَهُم مِّنْ
 رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُم
 لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا
 کہ ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور اس کی ذریت
 کو اپنی رحمت سے نوازا وہ یہ کہ اس کا اعلیٰ وہن
 ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

جب التجائے خلیلؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل ہوا تو آپ
 غار حرا میں معتکف تھے جو بھوکے پیاسے تمام دنیا کی آلائشوں سے کنارہ کش تھے تو جس طرح
 اسوۂ ابراہیمیؑ کی یادگار حج فرض کر کے قائم رکھی گئی اسی طرح اسوۂ محمدیؑ کی بھی یادگار ہے جو

الْأَسْوَدِ مِنَ
الْفَجْرِ ثُمَّ أَتَمُوا
الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ

ہو جائے (یعنی صبح کی سب سے پہلی نمود شروع ہو جائے
پھر اس وقت سے لیکر رات (شروع ہونے) تک
روزہ کا وقت پورا کرنا چاہیے۔

ماہ رمضان
روزہ کی فضیلت

حدیث شریفین میں آیا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو نیکیوں کے بہتی
دروازے کھل جاتے ہیں برائیوں کے جھنڈی دروازے بند ہو جاتے ہیں اور

ارواح شریرہ و شیطانہ کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ تو لعنت ہے ان شریر الطبع مسلمانوں پر جو
اپنی خواہشوں کے غلام اور فتن پرستیوں کے عادی ہو چکے ہیں کہ وہ اس ماہ مقدس میں بھی شرارت سے
باز نہیں آتے اور فتن و فحش میں چارپایوں کی طرح ڈوبے رہتے ہیں اور خدا پرستی کے چند گھڑیاں اور چند
منٹ بھی نہیں گزارتے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ
الْقُلُوبِ سَمًا وَ سَمَّ جَهَنَّمَ وَأَبْصَارًا
وَأَذَانًا لَّهُمْ فِيهَا لَعَّالُونَ

یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے ان کے دلوں پر ان کے
کانوں اور ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ وہ
ہیں جو غفلت میں گم ہو چکے ہیں۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ۔

من صام رمضان
ایمانا واحتسابا غفر
له ما تقدم من ذنبه

جو شخص پورے رمضان کے روزے ایمان کے
ساتھ طلبِ ثواب کی نیت سے رکھے گا اس کے
سب پھیلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اور فرمایا کہ روزہ دار صبح سے لیکر شام تک عبادتِ خدا میں ہے جب تک کسی کی برائی نہ کرے
اور جب وہ برائی کرتا ہے تو اپنے روزہ کو پھاڑ ڈالتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی روزہ کی فضیلت بہت
سی حدیثوں سے ثابت ہے۔

رویت ہلال مسلمانوں پر مستحب ہے کہ شعبان کی ۲۹ کو چاند دیکھیں اگر نظر آجائے تو فہماؤں
محض تک و شب کی بنا پر روزہ نہ رکھنا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

لا يتقعد من احدكم بصيام
يوم او يومين

رمضان المبارک سے ایک یا دو روز پہلے
روزہ نہ رکھو۔

ہاں اگر کوئی مقررہ دن یا مہینے کی آخری تاریخ کو روزہ رکھنے کا عادی ہو تو وہ ایک یا دو دن پہلے

صیام معمول رکھ سکتا ہے ایسے ہی صوم نذر کفارہ اور قضا کا روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ نیز فرمایا۔

من صام لیوم الذی یبتک شک کے دن روزہ رکھنا ثواب ہمیں بلکہ

فیہ فقہ عصی ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی ہے۔

یہی نہیں بلکہ آپ نے روزہ رکھنے کے لیے ایک عام قاعدہ بتلادیا کہ:-

صوموا للرزق تیبہ و افطروا للرزق تیبہ چاند نظر آئے تو روزہ رکھو ورنہ افطار کرو

فان غمی علیکم فاکملوا اعدا شعبان ثلاثین حتی کہ شعبان کے تیس دن پورے ہو جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دو چیزوں سے واجب ہوتا ہے ۲۹ کا چاند نظر آ جائے یا

شعبان کے ۳۰ دن پورے ہو جائیں اس کے علاوہ تنگ دستہ کی بنا پر روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

نصاب شہادت | جمہور کے نزدیک چاند کے بارے میں ایک معتبر مسلمان کی شہادت بھی مقبول

ہو سکتی ہے۔ ہاں ہلال عید میں کم از کم دو عادل آدمیوں کی شہادت ضروری ہے۔ حدیث میں آیا ہے

کہ فان شهد شاهدان فصوموا و افطروا۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے ایک

اعرابی کی شہادت پر روزہ رکھنے کا حکم دیا ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ میں نے آنحضرت

کو چاند دیکھنے کی خبر دی تو آپ نے میری شہادت پر لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

ان حدیثوں میں بصراحت مذکور ہے کہ ہلال صوم کے لیے ایک آدمی کی شہادت اور ہلال عید

کے لیے دو کی شہادت ضروری ہے امام نووی فرماتے ہیں لا تجوز شہادة عدل واحد علی هلال شوال

عند جمیع العلماء الا اباتورا و جودا بعدل۔ کہ ابو ثور کے سوا تمام علماء کے نزدیک شوال کے چاند کے

لیے صرف ایک شخص کی شہادت قابل قبول نہیں۔

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ ابو ثور اگرچہ اس مسئلہ میں منفر د ہیں لیکن ان کا مذہب اقرب

الی الصحیح ہے۔ کیونکہ دو آدمیوں کی شہادت والی روایتیں سب کی سب ضعیف ہیں اور ابتدائے

شہر میں خبر واحد کے مقبول ہونے کے بھی معارض ہے اور جب کہ شرعا خبر واحد مقبول ہے تو باسنتائے

مواضع مخصوصہ ہر جگہ مقبول ہوگی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہلال صوم کے متعلق سب سے جدا مسلک ہے

فرماتے ہیں کہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو ایک آدمی کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے ورنہ جماعت کثیرہ کی روایت

شرط ہے کیونکہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں چاند کے اختفا کا احتمال ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ

ایک آدمی کے سوا دوسروں کو نظر نہ آئے اور بصورت دیگر یہ احتمال نہیں۔ لیکن ہم مشاہدہ کے ساتھ

کہہ سکتے ہیں کہ مطلع صاف ہونے کی حالت میں بھی بعض اوقات ایک ہی آدمی چاند دیکھتا ہے اور دوسروں کو

نظر نہیں آتا۔ اسلئے یہ فرق کرنا صحیح نہیں۔

کیا ایک شہر کی رویت دوسروں کے لیے معتبر ہے ؟

نہیں ! ہاں اگر ان کا مطلع ایک ہو تو معتبر ہے۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ مطلق حجت نہیں اور وہ حضرت ابن عباس رضی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی نے ہکذنا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کراہی شام کی رویت کا انکار کر دیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ارشاد یہی ہے کیونکہ صحابی کا ہکذنا امرنا وغیرہ کہنا مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس باب میں کوئی مرفوع روایت نہیں محض حضرت ابن عباس رضی کا لا تصوموا حتی ترووا الهلال والی روایت سے استدلال ہے۔ اور یہ استدلال کوئی اتنا واضح نہیں ہے۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث خطاب عمومی کے لحاظ سے رویت کے حجت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اس لیے اس سے نفی حجت کے برعکس استدلال کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔ نیز جبکہ دوسرے احکام شرعی میں ہم ایک دوسرے کی شہادت پر عمل کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ رویت کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔

نیتِ روزہ نیت کے معنی عزم و ارادہ کے ہیں نفس نیت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں بالاتفاق سب کے نزدیک روزہ میں نیت کرنا واجب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ۔ جو شخص قبل از فجر روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔ لیکن یہ فرضی روزہ کے متعلق ہے۔ نقلی روزہ کے لیے دن میں بھی نیت کر سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ آپ ایک دن میرے ہاں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کے لیے ہے ؟ تو میں نے عرض کیا نہیں ! آپ نے فرمایا اچھا تو میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ فرضی روزہ کے لیے بھی دن میں زوال سے پہلے پہلے نیت کر سکتا ہے۔ اور وہ صوم عاشوراء والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ جب صوم عاشوراء فرض ہوا تو آپ نے ایک آدمی کو مناویٰ کرنے کے لیے بھیجا۔ سنا : جس شخص نے اب تک کچھ نہیں کھایا وہ تمام دن روزہ رکھے اور کھانے والے بھی بقیہ دن کھانے پینے سے باز رہیں۔ ثابت ہوا کہ فرضی روزہ کے لیے بھی دن میں نیت کرنا درست ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس کی قرینت ہی اس وقت معلوم ہوئی تھی اس لیے صوم رمضان کو اس اضطراری حالت پر محمول کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ نیز فرضیت صوم عاشوراء بھی مختلف فیہ ہے۔

مفطرات صوم	اکل و شرب اور جماع مفطر صوم ہیں قرآن پاک میں ہے۔
بیان	اب تم اپنی بیویوں سے خلوت کرو اور جو کچھ اللہ
وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ	نے تمہارے لیے ٹھہرا دیا ہے اس کے خواہشمند رہو
وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيِّنَ	اور اسی طرح شوق سے کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ صبح
لَكُمْ الْحَبِطُ الْأَبْيَضُ مِنَ	کی سفید دھاری (رات) کی کالی دھاری سے
الْحَبِطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ	الگ نمایاں نہ ہو جائے پھر اس وقت سے لیکر
اتِمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ط	(شروع ہونے) تک روزہ کا وقت پورا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ روزہ مفطرات ثلثا نہ (کھانا، پینا اور جماع) سے رکے رہنے کا نام ہے اور ان حرکات کا عذر اذکار تکاب کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے ہاں اگر نسیاناً کھاپی لے تو حدیث میں آیا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آنحضرت نے فرمایا من لکل او شرب ناسیا فلا یفطر فانما هو رزق اللہ جو شخص بھول کر کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا وہ خدا کی روزی ہے حدیث میں آیا ہے ہائض عورت روزہ قضا کرے جس سے معلوم ہوا حیض آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

کنا نحیض علی عهد رسول اللہ
طلع علیہم فموم لقضاء الصوم
عہد رسالت میں جب کسی عورت کو حیض آتا
تو (روزہ نہ رکھتی بلکہ بعد میں) قضا کرتی۔

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ جن کو خود بخود دفتے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ جو قصداً قے کرے گا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بعض علماء نے اس حدیث کی بنا پر کہ "ایک بار آپ کو استقراغ ہوا تو آپ نے روزہ توڑ دیا" یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قے مطلقاً ناقض صوم ہے۔ حالانکہ آپ نے نفل روزہ رکھا تھا اور منظر ضعف آپ نے توڑ دیا یہ نہیں کہ قے ناقض ہے امام ترمذی لکھتے ہیں کہ ابو دردار ثوبان اور فضالہ سے روایت ہے کہ آپ نے قے کی پھر افطار کیا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نفل روزہ سے تھے اس میں آپ کو قے ہوئی اور ضعف محسوس ہوا تو روزہ توڑ دیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ صائم ناک میں پانی اچھو طرح نہ ڈالے اس نہی سے معلوم ہے کہ ایسا کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور کلی کا بھی یہی حکم ہے۔

ان چیزوں کے علاوہ بعض نے کچھ اور چیزوں کو بھی ناقص صوم کہا ہے لیکن ان کا مفطر ہونا کتاب و سنت سے ثابت نہیں محض قیاس ہے جس سے اشیاء کی حلت و حرمت ثابت نہیں ہو سکتی امام ابن تیمیہ رحمہ فرماتے ہیں ان کے علاوہ اگر اور کوئی چیز (مثلاً سرمہ لگانا) حقیقہً کرنا یا فریضہ منوط ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ضروری بیان فرما دیتے۔ کیونکہ عام ضروریات زندگی کی چیزوں کے متعلق آپ کا سکوت کرنا مقتضی شرع کے خلاف ہے جب کہ ان کے ساتھ کوئی حکم شرعی تعلق رکھتا ہو اور جب آپ نے ان کے متعلق سکوت کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ منجملہ مباحات کے ہیں اور ناقص صوم نہیں۔

البتہ سرمہ کے متعلق ایک حدیث ہے لیکن وہ ضعیف ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ سوتے وقت سرمہ لگایا کرو نیز فرمایا کہ صائم اس سے بچا رہے۔ اور ابوداؤد کے علاوہ کسی مستند کتاب میں نہیں ہے۔ ابوداؤد بیہی بن مہین کا قول نقل کرتے ہیں کہ حدیث منکر ہے۔

نیز ترمذی میں اس کے معارض ایک حدیث آئی ہے گو وہ بھی ضعیف ہے، کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا حضور میری آنکھ دکھ رہی ہے کیا میں سرمہ لگا سکتا ہوں اور میں روزہ سے ہوں تو آپ نے فرمایا ہاں لگا سکتے ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی مرفوع حدیث مروی نہیں ہے اور اس حدیث میں ابوعائکہ ایک راوی ہے۔ جس کو بخاری منکر الحدیث کہتے ہیں۔

مستثنیاتِ صوم | روزہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو ہر مسلمان پر لازم ہے لیکن چند نفوس ایسے بھی ہیں جن کو شریعت نے معذور ہونے کی بنا پر مطلق یا غیر مطلق طور پر مستثنیٰ کیا ہے منجملہ ان کے مسافر اور مریض ہیں جن کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے:-

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ
مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ
فَمَا مِنْكُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَى الْبِلَادِ فَمَا مِنْكُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَى الْبِلَادِ

لہ دو سری چیزیں مثلاً سرمہ، حقیقہ، مامومہ (ایسا زخم جو مغز تک پہنچ جائے) جائدہ (وہ زخم جو معدہ تک سرایت کر جائے) بعض کا خیال ہے کہ سرمہ کے علاوہ دو سری چیزوں کے دو اکرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ایک جماعت کا خیال ہے کہ تقطیر کے علاوہ سب سے فاسد ہو جاتا ہے اور بعض کا خیال ہے سرمہ اور تقطیر کے سوا سب سے فاسد ہو جاتا ہے اور ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ ان میں سے کسی سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (چھوٹے ہوئے روزوں کی) گنتی پورے کرے۔

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ مسافر، بیمار اگر افطار کریں تو ان پر قضا لازم ہے لیکن مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ مسافر کے لیے سفر کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

اگرچہ بعض صحابہ اور تابعین کا مذہب یہ ہے کہ فرضی روزہ سفر کی حالت میں رکھنا جائز نہیں اگر رکھے گا تو رمضان کا روزہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اس پر قضا لازم ہوگی۔ لیکن اسی باب میں صحیح مذہب جمہوری کا ہے کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا بلا کر بہت جائز ہے

بوجہ حصولِ احکام | جس طرح مریض اور مسافر روزہ کے حکم سے بوجہ معذور ہونے کے مستثنیٰ ہیں

ایسے ہی بوڑھا آدمی اور عورت جو روزہ کی بالکل طاقت نہیں رکھتے یا طاقت رکھتے ہیں لیکن با مشقت تو ایسے ضعیف کو حکم ہے کہ روزہ ترک کر دے اور روزہ کا فدیہ دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامِ مِسْكِينٍ کہ جو شخص تم سے اتنے ضعیف و ناتوان ہوں کہ روزہ کی طاقت سلب ہو چکی ہے روزہ نہ رکھیں اور اس کے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

قرآن پاک میں ہے:-

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ
فِدْيَةٌ طَعَامِ مِسْكِينٍ

ہو تو ان کے لیے روزہ کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلادینا ہے

حاملہ اور مرضعہ | احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض اور مسافر کی طرح حاملہ اور مرضعہ کو بھی روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے لیکن بعد میں قضا کریں اور اگر روزہ کا فدیہ دیں جیسا کہ شیخ فانی کے حکم میں بیان ہوا تو بعض کے نزدیک قضا ساقط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کا یہی فتویٰ تھا کہ
ان آية الفدية للجبلي والمرضع فدية والى آية الحكم تجلي والمرضع کے لیے باقی ہے

(ابوداؤد)

قضا کرنے والے کو اختیار ہے کہ سلسل قضا کرے یا ناغہ کے ساتھ شریعت کے رو سے ہر

طرح جائز ہے۔

التراویح | رات کو قیام کرنے کی ترغیب اور فضیلت متعدد احادیث میں مذکور ہے اور قرآن پاک

نے تہجد کو صفات مومنین میں بیان فرمایا ہے:-

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ

اللہ کے مقرب بندوں کی صفت یہ ہے کہ رات سجدہ اور